حضرت علیؑ غیر مسلم دانشوروں کی نظر میں

مہدی باقر معراج

الٰہی نمائندوں کو کسی خاص علاقہ یا مخصوص طبقہ کے افراد کا ہادی و پیشوا جاننا نہ صرف تنگ نظری ہی نہیں بلکہ کفرانِ نعمت کے مترادف بھی ہے۔ خدا کا جو خصوصی نمائندہ دنیا میں آیا اس نے رنگ و نسل اور ملکی و قبائلی نظام سے پرے جا کر پوری عالم انسانیت کے سامنے خود کو نمونۂ عمل کی حیثیت سے پیش کیا اور انسانی حافظہ پر ایسی انمٹ چھاپ چھوڑی کہ آج ساری دنیا مذہب و مسلک کی قید و زنجیر سے آزاد ہو کر اس کے درِ عظمت پناہ پر سرِ تسلیم خم کئے ہوئے نظر آتی ہے اور یہ بات امیر المومنین حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے باب میں زیادہ صادق نظر آتی ہے۔ آپ کی ذات والا صفات کے سلسلے میں غیر مسلم دانشوروں نے جو کچھ ارشاد فرمایا ہے اس کا مطالعہ انصاف پسند اور صاحب ضمیر افراد کو منزلِ فکر میں کھڑا کر دیتا ہے اگرچہ یہ لوگ مسلمان نہیں ہیں اور ان کے بیان میں اسلامی تعلیمات کے عمداً ذکر کئے جانے کا امکان بھی نہیں رہا ہے۔

ذیل میں دنیا کی بعض غیر مسلم شخصیات کے اقوال پیش ہیں ملاحظہ کریں۔

پنڈت جواہر لال نہرو

حضرت علیؑ کی ذات سے وابستہ ان کی تاریخ زندگی ہمیں بڑی سے بڑی مشکلات میں حوصلہ و ہوش مندی سے کام کرنے کی صلاحیت عطا کرتی ہے۔ ہمارے عزم استقلال ان کی قوت ثبات قدمی سے وابستہ ہیں تاکہ ہم ناموافق حالات میں شکست نہ کھانے پائیں۔[1]

ڈاکٹر راجندر پرساد سابق صدر جمہوریہ ہند

حضرت علیؑ کی ناقابل بیان جرأت بے باکی اور ان کے اٹوٹ ارادے آج بھی عالم انسانیت کے لئے مشعل راہ ہیں۔[2]

۱- کشکول نوجری، ص ۸۱

2- Daily Mass of India, Delhi

ڈاکٹر ایبٹ ایڈورڈ سیل

سفر ہو یا حضر، رزم ہو یا بزم ہر حال میں علیؑ نے اور ان کے بابا ابو طالب نے رسول کا ساتھ دیا، تاریخ کوئی اس طرح کا تیسرا نام پیش نہیں کر سکتی۔ ۱

مسٹر ولسن

جس طرح تیز آندھیوں کا زور، پہاڑ سے ٹکراتے ہی ختم کر رہ جاتا ہے اس طرح بڑے بڑے شجاعان عرب علیؑ سے ٹکرا کر خود فنا ہوگئے۔ ۲

مسٹر سڈیو مؤرخ فرانس

اگر قرابت سے ہی خلافت علیؑ کو میسر آ گئی ہوتی تو ہر بار جھگڑے نہ ہوئے ہوتے جس نے اسلام کو مسلمانوں کے خون سے رنگین کر دیا۔ ۳

مسٹر بریف سروے

علیؑ ۳۵ھ میں تخت خلافت پر بٹھائے گئے جو حقیقت کے لحاظ سے چالیس سال قبل، رسول کی رحلت کے فوراً بعد ہی ہونا چاہئے تھا۔ ۴

مسٹر واشنگٹن ایرونگ

سب سے پہلے اعلانیہ اسلام قبول کرنے والوں میں حضرت علیؑ تھے، چنانچہ بعد پیغمبر آپ ہی افضل ترین انسان تھے آپ ہی وہ پہلے خلیفہ ہیں جنہوں نے علوم وفنون کی ترقی و تحفظ کے لئے غیر معمولی، پیشرفت کی۔ ۵

مسٹر گبن

حضرت محمدؐ اعلان رسالت میں ذرا تامل فرما رہے تھے بالآخر انہوں نے نور ہدایت کو پھیلانے اور اظہار مقصد کی غرض سے چالیس افراد کو مدعو کیا ان کے کھانے کا اہتمام کیا بعد ضیافت لوگوں سے مخاطب ہوئے اور فرمایا۔ اے لوگو! میں تمہارے لئے افضل ترین نعمتیں اور دنیا و آخرت میں کامیابی کا

۱۔ سرفراز لکھنؤ ۱۹۸۳ء ۲۔ کشکول نیوجرسی، ص ۸۲ ۳۔ اسپرٹ آف اسلام
۴۔ تاریخ اسلام ۵۔ محمد اینڈ ہز سکسیسرس (Muhammad and his successor)

راستہ لے کر آیا ہوں۔ جو میرے سوا کوئی دوسرا تمہیں نہیں دے سکتا، خدا نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں تم لوگوں کو اس کی عبادت کی طرف بلاؤں پس تم میں سے جو بھی میرے اس کام میں میرا ہاتھ بٹائے گا وہ میرا وزیر ہوگا، رسول کی اس بات کا جواب نہ ملا یہاں تک کہ چودہ سالہ حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے جواب سے خاموشی کا دامن تار تار ہوا انہوں نے کہا یا نبی اللہ! میں آپ کا ساتھ دوں گا، آپ کی نصرت کروں گا، محمدؐ نے علیؑ کی درخواست کو قبول کیا مگر حاضرین نے ابو طالب کو ان کے لڑکے کی فضیلت پر طنزیہ کلمات کہے۔ ۱

مسٹر جرجی زیدان

حضرت علیؑ کے بارے میں کیا بیان کیا جائے اصول اسلام کے انتہائی پابند اور قول وفعل میں بے پناہ شریف تھے، جعل وفریب، دھوکے ومکر گویا آپ جانتے ہی نہ تھے۔ آپ کی تمام تر ہمت و بے باکی محض دین کے لئے رہی آپ کا اعتماد اور بھروسہ صرف سچائی اور حق پر تھا۔ ۲

مسٹر ویلز

اگر حضرت علیؑ کو امن وسکون سے حکومت کرنے دی گئی ہوتی تو ان کی نیکیاں، استقلال اور اعلیٰ خیال کی بدولت سلطنت جمہوری ضروری باقی رہ جاتی ہے مگر قاتل کے خنجر نے امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ ۳

ڈاکٹر شنکر دیال شرما سابق صدر جمہوریہ ہند

جس مقدس ہستی کو آنحضرت صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہ وسلم کو اپنی پشت پر ٹھہرایا ہو اس کی عظمت و بلندی کا کیا کہنا، مجھے یہ شرف حاصل ہوا کہ میں دو مرتبہ کوفہ، کربلا اور نجف گیا، میں نے حضرت علیؑ کے خطبات نہج البلاغہ کو پڑھا، امن و دوستی، اصول پسندی صداقت، راست بازی، جوانمردی، دشمنوں کو معاف کرنا اور ان کی زندگی کی قربانیاں ان کے نمایاں وصف ہیں۔ حضرت علیؑ کی کامیابی میں ان کی جسمانی طاقت سے زیادہ ان کی سچائی کی طاقت تھی۔ ۴

مسٹر موہن لال سکھاڈیا سابق وزیر اعلیٰ راجستھان

۱۔ ڈکلائن آف رومن امپائر ۲۔ تاریخ تمدن اسلام ۳۔ اسپرٹ آف اسلام

۴۔ اخبار سیاست ۹/ جون ۱۹۸۵ء

حضرت علیؑ جیسے لوگوں سے متعلق دنیا کو زیادہ سے زیادہ جاننے کی ضرورت ہے ایسے لوگ انسانیت کے لئے احسان عظیم ہیں اور ان کی سیرت موجودہ مادیت پسند تہذیب کے نقصان دہ رجحان کی اصلاح کرتی ہے، جو انسان کے حیوانی جذبات اور بے لگام حوصلوں کے لئے ہمت افزا ہیں۔ اور شرافت و نیک نفسی کو کھوکھلا کر رہی ہے۔ حضرت علیؑ کا مشن اس کے سوا اور کچھ نہ تھا کہ پیغمبر اسلام کے سچے اصولوں کی تبلیغ کی جائے، حضرت علیؑ نے پیغمبر اسلام کے نقش قدم پر چلتے ہوئے جرأت کے ساتھ انسانیت کو تاریکی سے نکالا اور اسے آزادی دلائی اسی وجہ سے ان کا نام ہمیشہ ذہنوں میں رہے گا۔[۱]

مسٹر آرنلڈ جج ممبئی ہائی کورٹ

علیؑ کی شہادت سے تمام مسلمانوں میں کہرام برپا ہوگیا تھا، علیؑ کو لوگ دوست رکھتے تھے، اس زمانے میں جب شجاعان عرب شہرہ آفاق تھے، تمام آل ابو طالب اسد اللہ الغالب ان کا لقب تھا، ان کو اشجع عرب کہتے تھے، شجاعت، عظمت، ہمت، عدالت، سخاوت زہد و تقویٰ میں علیؑ کی مثال تاریخ عالم میں کمتر ہی نظر آتی ہے۔[۲]

مسٹر دیون پورٹ مورخ

۱۰ را پریل ۶۳۰ء کو پیغمبر اسلام ایک بلند منبر پر گئے جو وہاں ان کے لئے نصب کیا گیا تھا ہزاروں حاضرین نہایت توجہ سے سننے کے لئے تیار تھے ایک خطبہ دیا اور فرمایا مجھ کو خدا کی طرف سے حکم ہوا ہے، جبرئیل مجھ پر تین دفعہ نازل ہوئے اور تینوں دفعہ انہوں نے مجھ سے کہا کہ میں اپنے تمام پیرووں پر ظاہر کردوں کہ علیؑ میرے خلیفہ اور وہی جانشین ہیں اور میرے لئے ایسے ہیں جیسے موسیٰ کے لئے ہارون، میری رحلت کے بعد وہی تمہارے ہادی و رہنما ہوں گے جب میں اس دنیا سے چلا جاؤں تو میرے پیرووں کے لئے ان کی اطاعت واتباع ایسے ہی لازم ہوگی جیسے میری ہے جس نے علیؑ کی نافرمانی کی اس نے درحقیقت خدا اور رسول کی نافرمانی کی۔[۳]

مسٹر اوکلے مورخ

تمام مسلمانوں میں بالاتفاق علیؑ کی دانائی کو شہرت حاصل ہے۔ سب اسے تسلیم کرتے ہیں۔ نور

۱- سیر الاخبار، حیدرآباد، ۳ر مارچ، ۱۹۵۷ء ۲- فاہ پورٹ ممبئی، ج ۱۲، منقول از اعجاز التنزیل، ص ۱۲۶
۳- اپالوجی فرام محمد انید دی قرآن

الاقوال کے نام سے آپ کے اشعار کا دیوان بھی ہے آپ کے اقوال پر مشتمل ایک بڑی اور اہم کتاب ٹودلیس لائبریری میں موجود ہے۔ا

مسٹر ٹامس لائل

وفات رسول کے بعد ایک ایسی شخصیت کی ضرورت تھی جو سب سے اعلیٰ ہو اور اسے بلاشبہ عام طور پر ہادی تسلیم کرلیا جائے بالآخر ایسا ہادی امام علیؑ کی صورت میں ان کو مل گیا علاوہ بریں سیاسی اختلافات اور باہمی رقابتوں کے سبب ضرورت تھی کہ ہادی ایسا ہو جو خدا اور رسول کی طرف سے منتخب کردہ ہو۔ علیؑ کی ذاتی شہرت و مقبولیت، میدان کارزار میں بہادری، پیغمبر کی اطاعت اور ان سے قریبی نسبت سے یہ بات صاف طور پر ظاہر ہے کہ پیغمبر کی جانشینی کا حق آپ ہی کو حاصل تھا۔ ۲

جبران خلیل جبران

حضرت علیؑ سے متعلق معروف عیسائی مورخ جبران خلیل جبران لکھتا ہے: "میرا عقیدہ ہے کہ نبی اکرم کے بعد فرزند ابو طالب وہ سب سے پہلے عرب جنھوں نے روح کل (الوہیت) کی ملازمت کی اور رسول اسلام کے بعد وہ ہی انسان تھے جس نے اسلامی ترانہ کی آواز کو ان کانوں تک پہنچایا جنھوں نے پہلے کبھی یہ آواز نہیں سنی تھی" حضرت علیؑ کو ان کی عظمت و بزرگی کے سبب ہی شہید کیا گیا آپ دنیا سے اس عالم میں رخصت ہوئے کہ آپ کا سر سجدۂ معبود میں اور لبوں پر ذکر خدا تھا، آپ کا دل عشق الٰہی سے مملو تھا عرب نے آپ کے مقام و رتبہ کو نہ پہچانا یہاں تک کہ گوہر آبدار اور سنگریزہ کے فرق کو مٹادیا۔

جارج جرداق

اس عیسائی مورخ نے حضرت علیؑ کی شخصیت و مکتب علی ابن ابی طالب کی تحلیل اور تشریح کرتے ہوئے پانچ جلدوں پر مشتمل ایک انتہائی تاریخی اور اہم کتاب تحریر کی ہے، وہ لکھتا ہے:

"تاریخ کے نزدیک نامور شہید، شہدا کے پدر بزرگوار، عدالت انسانی آواز حضرت علیؑ ہی تھے جن کے نزدیک جہاد و قتال و کارزار کی غرض و غایت دوسری ہی تھی، وہ غرض و غایت نہیں جو اور لوگ سمجھتے تھے۔ وہ دوسری ہی نیت و مقصد سے جنگ کرتے تھے، انھوں نے زہد و ورع تقویٰ کے ساتھ جہاد کیا

ا- تاریخ عرب از اوکلے ۲- ہیروز اینڈ ہیرو ورشپ (؟) آف ہسٹری ...

اور عاجزوں، بیچاروں اور مجبوروں کی محبت میں قلعوں کے فتح کرنے پر آمادہ ہوئے، انہوں نے دشمنان عدل و انصاف کے کام کو خاک میں ملایا وہ انسانی اخلاق کریمہ وصفات فاضلہ عالیہ میں بلندی وکمال کی حد تک پہنچے ہوئے تھے، اے دنیا! کیا بگڑ جاتا اگر تو اپنی طاقت وتوانائی کو صرف کرکے ہر زمانہ کو ایک دوسرا علی بخش دیتی جو اسی علی کی عقل ودانش رکھتا، اسی علیؑ کا دل اور زبان رکھتا اور اس کے پاس ویسی ہی ذوالفقار ہوتی ہے!

میخائیل نعیمہ

عصر حاضر کا ایک عظیم عیسائی مؤرخ وفلسفی یوں رقمطراز ہوا:

''ایک تاریخ نویس کتنا ہی قابل وہنرمند کیوں نہ ہو حضرت علیؑ کی شخصیت اور ان کے پرآشوب زمانہ اور فتنہ انگیز ماحول کی کامل تصویر کشی ہرگز نہیں کرسکتا، چاہے وہ ہزاروں صفحات اس سلسلے میں لکھ ڈالے، کیوں کہ اس عرب کے مرد کامل نے جو خدمات اپنے اور اپنے خدا کے درمیان انجام دی ہیں وہ ایسی ہیں کہ کسی شخص نے نہ دیکھا ہے اور نہ سنا۔ پس اس صورت میں اس شخصیت کی جو بھی شکل ہم کھینیں گے وہ لامحالہ مبہم، ناکمل اور ایک دھندلی سی شکل ہوگی، وہ میدان جنگ و پیکار کے مقابلے میں بہت بڑے بہادر شمار ہوتے تھے ان کی یہ عظمت و بزرگی اگرچہ اسے ایک طویل عرصہ گزر چکا ہے ہے لیکن یہ عظمت علیؑ ہمیشہ ہمارے لئے ایک گراں بہا خزانہ ثابت ہوسکتی ہے جس کی طرف ہمیں توجہ کرنے کی ضرورت ہے، آج یا جب کبھی بھی ہمیں شائستہ اور سربلند زندگی گزارنے کی ضرورت محسوس ہو اور دل میں خواہش پیدا ہو تو ہم اس روح پرجوش سے غیبی مدد حاصل کرسکتے ہیں کیونکہ وہ تفکر کا ختم نہ ہونے والا خزانہ ہر زمانہ اور ہر جگہ پر موجود کارآمد اور نفع بخش رہا ہے''۔ ۲

ٹامس کارلائل

انگریز مؤرخ وفلسفی حضرت علیؑ کی عظمت کی گرہ کشائی اس طرح کرتا ہے:

''ہمارے پاس اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہیں کہ ہم علیؑ کو دوست رکھیں اور ان سے عشق کی حد تک محبت کریں کیوں کہ وہ ایسے بالاقدر عظیم الشان جوانمرد تھے جن کے سرچشمۂ وجود سے نیکیاں، اچھائیاں اور خوبیاں جوش مارتی ابلتی تھیں اور ان کے دل سے جوش شجاعت کے شعلے بلند ہوتے تھے

۱۔صوت العدالۃ الانسانیۃ، ج۱۰، ص ۵۱۰ ۲۔علی والقومیۃ العربیۃ، ص ۱۲۰

لیکن ایسی شجاعت جو مہربانی و پاکیزگی کا پہلو لئے ہوئے اور انسانی نرم و نازک جذبات کے لئے شفقت، مروت و نرم دلی سے بھرپور تھی۔

وہ مسجد کوفہ میں حالت سجدہ میں شہید ہوئے اور دشمن کے حیلہ و مکر و فریب کے نتیجہ میں جام شہادت نوش کیا یہ آپ کے عدل و انصاف میں شدت ہی تھی جو اس جرم کا باعث بنی، کیوں کہ آپ ہر شخص کو اپنی طرح عادل سمجھتے تھے۔ جس وقت آپ بستر مرگ پر تڑپ رہے تھے، کسی نے آپ کے قاتل کے بارے میں پوچھا تو آپ نے جواب میں فرمایا: ''اگر میں زندہ رہ گیا تو میں جانتا ہوں کہ اس کے ساتھ کیا کروں گا یعنی اگر میں زخم سے جانبر نہ ہوسکا تو مسئلہ تمہارے اختیار میں ہے لیکن اگر تم قصاص لینا چاہو تو اس کی ایک شمشیر کے بدلے تم ایک ضرب ہی لگانا'' ۔[1]

ہارون کار ادود

فرانسیسی مؤرخ اپنی ایک انتہائی تحقیقی کتاب میں حضرت علیؑ کے بارے میں لکھتا ہے:

''علیؑ وہ شجاع بے نظیر اور دلیر بے مثال اور نڈر و بے باک شہسوار میدان شجاعت تھے جو پیغمبر اسلام کے پہلو بہ پہلو دشمنوں سے جنگ کرتے تھے۔ اسے تاریخ میں ہمیشہ یاد رکھا جائے گا، آپ نے معرکۂ بدر میں جب کہ آپ کا سن شریف بیس سال تھا اپنے توانا بازوؤں کی طاقت سے اپنی شمشیر آبدار کے ذریعے صرف ایک ضرب سے سرداران قریش میں سے ایک شخص کے جو خود بھی بڑا تن و مند پہلوان تھا دو ٹکڑے کر دیئے، جنگ احد میں پیغمبر کی تلوار ہاتھ میں لی اور اس طرح وار کئے کہ ایک ہی وار میں کتنی ہی زرہوں کو شگافتہ کر دیا۔ خیبر میں یہودیوں کے قلعہ پر حملہ کر کے قلعہ کے آہنی اور بے حد سنگین دروازہ کو ایک ہاتھ سے اکھاڑ لیا اور اپنے سر پر سپر بنالیا۔

پیغمبر اسلام آپ کو بہت دوست رکھتے تھے اور آپ پر کامل اعتماد رکھتے تھے یہاں تک ایک روز فرمایا "من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ"۔[2]

گابریل وانگیر

مشہور فرانسیسی مؤرخ اپنی کتاب میں انتہائی پرجوش انداز میں لکھتا ہے:

''علیؑ زبردست خطیب، قادر الکلام، انشا پرداز اور عظیم القدر قاضی تھے جو نظریات کے بنیان

۱۔ الامام علی بن ابی طالب: عبد الفتاح مقصود، ص ۱۵ ۲۔ الامام علی، ص ۱۶

گزاروں کی صف میں سب سے اونچا مقام رکھتے ہیں، جس نظریے کی بنیاد آپ نے رکھی ہے وہ اپنی صراحت و روشنی اور اپنے استحکام کے لحاظ سے نیز ترقی وتجدد اور حرکت و بیداری کے تئیں اپنے نمایاں میلان و رجحان کے اعتبار سے ایک امتیازی حیثیت رکھتا ہے۔علیؑ کی شخصیت دو منفرد اور نمایاں خاصیتوں کے سبب تاریخ کے سارے سورماؤں سے ممتاز نظر آتی ہے۔

پہلی خاصیت یہ ہے کہ علیؑ شجاعت و امامت دونوں کے حامل تھے جہاں آپ ناقابل شکست جنگی سپہ سالار تھے وہیں علوم الٰہی کے زبردست عالم بھی تھے اور صدر اسلام سے لے کر اب تک کے فصیح ترین خطیب بھی۔

دوسری خاصیت یہ ہے کہ علیؑ کو ایک وقت میں سنی ہوں یا شیعہ دونوں فرقوں کے مسلمان، اسلام کی بزرگترین اور قابل فخر شخصیتوں میں شمار کرتے ہوئے لائق تکریم وتعظیم سمجھتے ہیں، چنانچہ جہاں اہل سنت میں علیؑ کا نام نظر آتا ہے وہیں شیعوں میں پیغمبر کے نام کے بعد علیؑ کے نام کو اولیت و فضیلت حاصل ہے"۔1

سلیمان کتانی

اس مؤرخ نے مدتوں اپنی عمر کے بیشتر حصہ کو حریت کے اس عظیم علمبردار کی زندگی کے بارے میں تحقیق کرنے میں صرف کردی اور آپ کی یکتائے روزگار شخصیت کو پہچاننے اور پہچنوانے میں سر دھنتا رہا اور "الامام علیؑ" کے عنوان سے ایک بیش قیمت کتاب لکھی۔ اس کتاب کو تاریخ اور تحقیق کی کتاب ہونے کے علاوہ بہترین ادبی شاہکار ہونے کی حیثیت بھی حاصل ہے چنانچہ ماہرین ادبیات عرب کے علاوہ ہر کس و ناکس کے لئے اس کے دقیق اور معنی آفرین نکات کا سمجھنا آسان نہیں۔

مذکورہ بالا تمام بیانات میں ایک چیز قدر مشترک کے طور پر دیکھی جا سکتی ہے کہ کسی نے بھی امام علیؑ کے باب میں اظہار خیال کرتے ہوئے عقیدتی و روایتی انداز نہیں اپنایا ہے۔ بلکہ ایسے کسی بھی عنصر سے عاری مگر حقیقت پسندانہ رویہ کے تحت تحقیقی نقطۂ نظر سے آپ کو لائق تکریم وتعظیم جانا ہے۔ غالباً ایک عقیدتمند کے لئے یہ کام آسان ہے کہ وہ جس مولا کا فدائی ہے اس کی منقبت کرے مگر جس کا حضرت علیؑ سے کوئی ایمانی لگاؤ نہ ہو پھر بھی آپ کی عظمت کا اعتراف و اعلان کئے بغیر نہ رہ سکے امر مشکل ہے تاہم یہ صرف مشکل کشا کی شخصیت کی جامعیت ہے جسے ساری دنیا خراج تحسین پیش کرتی

۱۔ شہسوار اسلام، ص: ۱۲۹

ہے، جو اس بات کی نشاندہی کرتی ہے کہ علیؑ عالمی رہنما بھی ہیں، کائنات کے حلال مشکلات بھی، ہر زمانے کے امام بھی ہیں، ہر دور کی ضرورت بھی۔

ان حقائق کے پیش نظر بڑی آسانی یہ اندازہ لگایا جاسکتا ہے کہ جہان اسلام میں حضرت علیؑ کی شخصیت فکری دو راہے کی حیثیت رکھتی ہے مگر عالم انسانیت کے لئے نظریاتی طور پر مقام اتحاد واقعی نظر آتی ہے، علاوہ برایں اس اصول کی رو سے کہ کمال وہ ہے جس کی گواہی غیر بھی دیں، غیر مسلم دانشوروں اور مؤرخوں کے مذکورہ اقوال سے یہ صاف ظاہر ہے کہ علیؑ دنیا کے ہر فرد کے لئے ایک مثالی کردار کی حیثیت رکھتے ہیں جن سے ہر انسان ہر عہد میں بقدر ظرف و اہلیت تہذیب حیات کی بھیک لیتا رہے گا۔